# من فتاوى شيخ الإسلام ابن تيمية

## شیخ الاسلام ابن تیمیہ (رحمہ اللہ) کے

# چند اہم فتاوے

تأليف الشيخ:
عبدالله بن جار الله الجار الله (حفظه الله)

شیخ الاسلام ابن تیمیہ [رحمہ اللہ] کے

# چند اہم فتاوے

ترتیب و تلخیص

## شیخ عبداللہ بن جاراللہ آل جاراللہ

اردو ترجمہ

## ابوالمکرّم عبدالجلیل

[رحمہ اللہ تعالیٰ]

## نظر ثانی

## ابوخالد جاوید احمد عبدالحق سعیدی

## مقدمہ از مرتب

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ اَرْسَلَهُ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُوْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلٰى آلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ وَمَنْ سَلَكَ طَرِيْقَهُ وَاهْتَدٰى بِهَدْيِهٖ وَعَمِلَ بِسُنَّتِهٖ وَدَعَا بِدَعْوَتِهٖ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ أَمَّا بَعْدُ !

شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ سے سوال کیا گیا کہ عبادت کا معنی کیا ہے؟ اس کی اقسام کیا ہیں؟ اور کیا پورا دین عبادت کے مفہوم میں داخل ہے؟ شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ نے اس سوال کا ایک جامع اور مفید جواب ارشاد فرمایا کہ لفظ عبادت ]ان تمام ظاہری اور باطنی اقوال و اعمال کو شامل ہے جو اللہ تعالیٰ کو محبوب اور پسندیدہ ہوں.

اس کے بعد امام ابن تیمیہؒ نے اسی جواب کی اپنے ایک جامع رسالہ

[العبودیۃ] میں تشریح و توضیح کی ہے جو متوسط سائز کے ایک سو اڑتیس [۱۳۸] صفحات پر مشتمل ہے، میں نے اسی رسالہ کی چند صفحات میں تلخیص کردی ہے، اس امید پر کہ اسے پڑھا جائے گا اور اس سے فائدہ اٹھایا جائے گا اور پھر ایک شخص بصیرت کے ساتھ اپنی رب کی عبادت کرے گا.

عبادت ہی وہ مقصد ہے جس کے لئے ہماری تخلیق ہوئی ہے، اس کے بارے میں ہم سے باز پرس ہوگی اور پھر ہمیں اس کا بدلہ دیا جائے گا، اس لئے ضروری ہے کہ ہم عبادت کے معنیٰ ومفہوم کو اور اس کے مدلولات اور تقاضوں کو اچھی طرح سمجھیں.

امام ابن قیم رحمہ اللہ نے اپنی ایک کتاب [مدارج السالکین] میں جو تین جلدوں میں ہے، اللہ کے ارشاد [اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ] کے درجات کی تشریح کی ہے اور اس کے چھیاسٹھ [٦٦] درجات بیان کئے ہیں اسی طرح علامہ شیخ عبدالرحمٰن دوسری رحمہ اللہ نے اپنی کتاب [صفوۃ الآثار والمفاہیم من تفسیر القرآن العظیم] میں سورہ فاتحہ کی تفسیر کے ضمن میں [اِیَّاکَ

نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ] کے ایک سونوے [۱۹۰] نکات بیان کئے ہیں.

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اپنے رسالہ [العبودیة] میں ذکر کیا ہے کہ اللہ کی اطاعت کا ہر کام عبادت ہے، خواہ وہ قول ہو یا عمل ہو یا عقیدہ ہو، اسی طرح وہ جملہ احوال میں اللہ واحد کے لئے خضوع، کامل اطاعت اور سپر اندازی کو مستلزم ہے، یعنی اللہ تعالی کی اطاعت کا ہر کام ایمان کا حصہ ہے اور عبادات کے اقسام میں سے ہے، لہٰذا ہم پر واجب ہے کہ ہم کلمہ شہادت لا الٰہ الا اللہ، محمد رسول اللہ کی مکمل پابندیوں کا یوں ثبوت دیں کہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت کریں، ان کے احکام بجالائیں اور ان کے منع کردہ کاموں سے باز رہیں.

مرنے کے بعد انسان سے قبر کے یہ سوالات ہوں گے کہ تمہارا رب کون ہے؟ تمہارا دین کیا ہے؟ اور تمہارے نبی کون ہیں؟ اور ان کا صحیح جواب وہی دے سکے گا جو دنیا کی زندگی میں اللہ اور اس کے رسول کا مطیع وفرمانبردار اور اسلامی شریعت کا پابند رہا ہوگا.

ہم اللہ عزوجل سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمیں دنیا کی زندگی میں بھی اور آخرت میں بھی قول ثابت کے ذریعہ حق پر ثابت قدم رکھے، اسلام پر زندگی گزارنے کی توفیق دے اور اسلام ہی پر ہمارا خاتمہ فرمائے

شیخ الاسلام ابن تیمیہ کا ایک اور گراں قدر رسالہ [الفرقان بین اولیاء الرحمٰن و اولیاء الشیطان] بھی ہے جو متوسط سائز کے ایک سوستانوے [۱۹۷] صفحات پر مشتمل ہے، اس کی اہمیت و عظمتِ شان کے پیش نظر میں نے اپنے اس رسالہ میں اس کی بھی تلخیص کردی ہے.

مؤخر الذکر رسالہ کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ اللہ کے اولیاء اس کے مومن اور متقی بندے ہیں جو فوز و فلاح سے ہمکنار ہونے والے ہیں، اور شیطان کے دوست کفار اور مشرکین اور منافقین ہیں جو خسارہ سے دوچار ہوں گے.

میں اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہوں کہ وہ ہمیں اپنے اولیاء کے زمرہ میں اٹھائے.

وَصَلَّى اللّٰهُ وَسَلَّمَ عَلَى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَ عَلَى آلِهِ وَ صَحْبِهِ أَجْمَعِيْنَ.

## اسلام میں عبودیت کی حقیقت وجامعیت شیخ الاسلام ابن تیمیہ کے فتاوی کی روشنی میں.

[یہ حصہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ کے رسالہ [العبودیۃ] سے اختصار کے ساتھ ماخوذ ہے]

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ سے سوال کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد﴿یـٰاَیُّھَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّکُمْ﴾ [البقرۃ ۲۱] اے لوگو! اپنے رب کی عبادت کرو میں عبادت سے کیا مراد ہے؟ عبادت کے اقسام کیا ہیں؟ کیا پورا دین عبادت کے مفہوم میں داخل ہے؟ حقیقتِ عبودیت کیا ہے؟ اور کیا دنیا و آخرت میں یہ اعلیٰ ترین مقام ہے یا اس سے بھی بڑھ کر کوئی مرتبہ ہے؟

ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے جواب میں فرمایا: لفظ عبادت ان تمام ظاہری اور باطنی اقوال و اعمال کو شامل ہے جو اللہ تعالیٰ کو محبوب اور پسند ہوں، چنانچہ نماز ،روزہ ،زکوٰۃ، حج ،راست گوئی ،امانت کی ادائیگی ،والدین کے ساتھ حسنِ

سلوک ،صلہ رحمی ،ایفائے عہد ،امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ،کفار ومنافقین سے جہاد، ہمسایوں ،یتیموں ،مسکینوں ،مسافروں ،غلاموں اور چوپایوں کے ساتھ اچھا برتاؤ ،ذکر ودعا ،تلاوتِ قرآن اور اس طرح کے دیگر اعمال عبادت میں شامل ہیں ،نیز اللہ اور اس کے رسول سے محبت ،خشیت الٰہی ،اللہ کی طرف توبہ وانابت ،اس کے لئے دین کو خالص رکھنا ،اس کے حکم کی تعمیل پر صبر ،اس کی نعمتوں کی شکر گزاری ،اس کے قضا وقدر پر رضامندی ،اس پر توکل ،اس کی رحمت کی امید ،اس کے عذاب وعقاب کا خوف اور اس طرح کے دیگر امور بھی عبادت کے اقسام میں سے ہیں.

## عبادت کی حقیقت

حقیقتِ عبادت یہ ہے کہ عبادت ہی وہ غایت ومقصود ہے جو اللہ تعالیٰ کو محبوب اور پسند ہے اور اسی کی خاطر مخلوق کی تخلیق ہوئی ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ[ الذاريات:۵۶] میں نے جنات اور انسانوں کو محض اس لئے پیدا کیا ہے کہ وہ صرف میری ہی

عبادت کریں.

اوراسی عبادت کے لئے تمام انبیاء ورسل کی بعثت ہوئی ﴿أُعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِنْ اِلٰهٍ غَيْرُهُ ﴾[الاعراف:۵۹] اللہ کی عبادت کرواوراس کے سوا تمہاراکوئی معبودنہیں.

اور یہی پیغام حضرات ہود، صالح ،شعیب اور ان کے علاوہ دیگر انبیاء علیہم السلام نے اپنی اپنی قوم کو دیا، نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا﴿وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ أُمَّةٍ رَّسُوْلًا أَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ﴾[النحل:۳۶]

ترجمہ: ہم نے ہرامت میں رسول بھیجا کہ [لوگو!] صرف اللہ کی عبادت کرو اوراس کے سواتمام معبودوں سے بچو

اورفرمایا﴿وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ إِلَّا نُوْحِيْ إِلَيْهِ أَنَّهُ لَا إِلٰهَ أَنَا فَاعْبُدُوْنِ﴾[الانبياء:۲۵]

تجھ سے پہلے جوبھی رسول ہم نے بھیجا اس کی طرف یہی وحی نازل فرمائی کہ میرے سواکوئی معبود برحق نہیں تم سب میری ہی عبادت کرو

اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کے لئے موت آنے تک اس عبادت کو ایک صفت لازمہ قرار دیا تھا، فرمایا ﴿وَاعْبُدْ رَبَّکَ حَتّٰی یَاْتِیَکَ الْیَقِیْنُ﴾ [الحجر :۹۹] اور اپنے رب کی عبادت کرتے رہیں یہاں تک کہ آپ کو موت آجائے.

نیز اسراء اور وحی اور دعوت کے کامل تین احوال کے لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو اسی صفت عبودیت سے [یعنی عبد کی صفت سے] متصف کیا ہے آپ کے علاوہ بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے منتخب اور برگزیدہ بندوں کو اس صفت سے متصف کیا ہے، فرمایا ﴿وَاذْکُرْ عِبَادَنَا اِبْرَاهِیْمَ وَ اِسْحَاقَ وَیَعْقُوْبَ﴾ [ص:۴۵] ہمارے بندوں ابراہیم اور اسحاق اور یعقوب علیہم السلام کا بھی لوگوں سے ذکر کرو ﴿وَاذْکُرْ عَبْدَنَا اَیُّوْبَ﴾ [ص:۴۱] اور ہمارے بندے ایوب کا بھی ذکر کرو ﴿فَبَشِّرْ عِبَادِ الَّذِیْنَ یَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَیَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَهٗ﴾ [الزمر:۱۷،۱۸] پس میرے بندوں کو خوشخبری سنا دیجئے، جو بات کو کان لگا کر سنتے ہیں، پھر جو بہترین بات ہو اس

کی اتباع کرتے ہیں.

غرضیکہ عبادت میں پورے کا پورا دین داخل ہے.

اور صحیح مسلم کی حدیث ہے کہ حضرت جبریل علیہ السلام ایک اعرابی کی صورت میں نبی کریم [صلی اللہ علیہ وسلم] کے پاس حاضر ہوئے اور آپ سے اسلام، ایمان اور احسان کے بارے میں سوالات کیئے ،اور آپ نے ان کے سوالوں کا جواب دیا، پھر حدیث کے آخر میں آپ نے فرمایا﴿هَـــذَا جِبْـرِيْـلُ اَتَـاكُـمْ يُعَلِّمُكُمْ دِيْنَكُمْ﴾ یہ جبریل تھے جو تمہارے پاس اس لئے آئے تھے تا کہ تم کو تمہارا دین سکھا دیں.

چنانچہ اس حدیث میں آپ نے اسلام اور ایمان اور احسان سب کو دین قرار دیا.

دین میں خضوع اور ذلت کا معنی بھی شامل ہے، چنانچہ کہا جاتا ہے [دِنْتُـــهُ فَدَانَ] یعنی میں نے اسے جھکا دیا تو وہ جھک گیا اور کہا جاتا ہے [نَـدِيْنُ اللّٰهَ وَنَدِيْنُ لِلّٰهِ] یعنی ہم اللہ کی عبادت واطاعت کرتے ہیں اور اس کے سامنے

سر تسلیم خم کرتے ہیں.

عبادت کا اصل معنی ذلت بھی ہے، کہا جاتا ہے [طَرِيْقٌ مُعَبَّدٌ] یعنی ایسا راستہ جسے پیروں نے روند کر آسان بنا دیا ہو

لیکن جس عبادت کا حکم دیا گیا ہے وہ ذلت [سر جھکانے] اور محبت دونوں کو شامل ہے، یعنی اللہ کی انتہائی محبت کے ساتھ اس کے آگے انتہائی پست ہو جانا اسی لئے اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لئے مذکورہ بالا دونوں معنوں میں سے کسی ایک کا پایا جانا کافی نہیں، بلکہ ضروری ہے کہ اللہ بندے کے نزدیک ہر شئے سے زیادہ محبوب بھی ہو اور اس کی نگاہ میں ہر شئے سے زیادہ عظیم بھی ہو، بلکہ کامل محبت اور خضوع کا حقدار صرف اللہ ہے، اور اللہ کے علاوہ جس چیز سے بھی محبت کی جائے وہ محبت بیکار ہے، اور اللہ کے علاوہ جس چیز کی بھی تعظیم کی جائے وہ تعظیم باطل ہے، اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہی سارے جہان کا رب، ان کا خالق، ان کا رازق، ان کو زندگی بخشنے والا، ان کو موت دینے والا، ان کے دلوں کو پھیرنے والا اور ان کے سارے امور کا مالک ومختار ہے،

اس کے علاوہ ان کا کوئی رب اور کوئی مالک نہیں، اور نہ ہی اس کے علاوہ کوئی کسی چیز کا پیدا کرنے والا، مسخر کرنے والا اور تدبیر کرنے والا ہے.

بندہ جب اس حقیقت کو جان لے کہ اللہ تعالیٰ ہی اس کا رب اور اس کا خالق ہے، اور وہ اپنے رب کا محتاج اور ضرورت مند ہے، تو اللہ تعالی کی ربوبیت سے متعلق عبودیت کو بھی پہچان لے گا.

عبادت کا تعلق اللہ تعالیٰ کی صفت الوہیت سے ہے، اسی لئے توحید کا عنوان ہی [لا الہ الا اللہ] ہے، برخلاف ان لوگوں کے جو اللہ کی ربوبیت کا تو اقرار کرتے ہیں، لیکن اس کی عبادت نہیں کرتے، یا عبادت میں اللہ کے ساتھ دوسرے باطل معبودوں کو بھی شامل کر لیتے ہیں، حالانکہ معبود وہ ذات ہے جس کی دل انتہائی محبت وتعظیم، اجلال واکرام اور خوف ورجاء کے ساتھ عبادت وبندگی کرے اور یہی وہ عبادت ہے جو اللہ سبحانہ کو محبوب ومطلوب ہے، اسی سے اس نے اپنے منتخب اور برگزیدہ بندوں کو متصف کیا ہے، اور اسی کے ساتھ اس نے اپنے رسولوں کو بھیجا اور اپنی کتابیں نازل

فرمائیں ہیں.

## عبادت کی بعض اقسام

حسب استطاعت امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ انجام دینا اور اللہ کی راہ میں کفار ومنافقین سے جہاد کرنا بھی عبادت واطاعت کی ایک قسم ہے ،بندے اللہ سے مدد طلب کرتے ہوئے اس کے دین کی نفاذ کی کوشش کرتے ہیں اور اس کے ذریعہ برائیوں کو مٹاتے اور مستقبل میں ان کے متوقع اثرات کو دور کرتے ہیں ،جس طرح انسان کھانے کے ذریعہ اپنی موجودہ بھوک بھی مٹاتا ہے اور مستقبل میں لگنے والی بھوک بھی دور کر لیتا ہے ،اور جس طرح سردی کے اوقات میں لباس کے ذریعہ سردی دور کرتا ہے ،اور اسی طرح ہر مرغوب شئے کے ذریعہ ناگوار اشیاء سے اپنا بچاؤ کرتا ہے ،اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھنے والے بندوں کا بھی یہی حال ہے،اور ان کا یہ سارا کام بلکہ اللہ نے بندوں کو جو جو اسباب اختیار کرنے کا حکم دیا ہے ان کو اختیار کرنا بھی عبادت ہے.

عبادت، اطاعت، استقامت، صراطِ مستقیم کی پابندی اور اس قسم کے دیگر الفاظ کا معنیٰ ایک ہی ہے.

عبادت کی دو بنیادی شرطیں ہیں، پہلی شرط یہ ہے کہ عبات صرف اللہ تعالیٰ کی ہو، اور دوسری شرط یہ ہے کہ عبادت اس طریقہ پر کی جائے جو طریقہ اللہ نے متعین فرمایا ہے اور جس کا حکم دیا ہے، اس سے ہٹ کر ذاتی خواہشات، تک بندی اور بدعات کے ذریعہ اس کی عبادت نہ کی جائے، ارشاد ہے ﴿فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْ لِقَاءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلاً صَالِحاً وَلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖ أَحَدَاً﴾ [الکہف: ۱۱۰] پس جسے بھی اپنے رب سے ملنے کی آرزو ہو اسے چاہئے کہ نیک اعمال کرے اور اپنے پروردگار کی عبادت میں کسی کو بھی شریک نہ ٹھہرائے.

اس آیت میں عمل صالح سے مراد احسان ہے، اور احسان کا مطلب نیک عمل کرنا ہے، اور نیک عمل وہ ہے جو اللہ ورسول کو محبوب ہو، اور محبوب عمل وہ ہے جس کا وجوباً یا استحباباً حکم دیا گیا ہو، جب یہ واضح ہو گیا تو جاننا چاہئے کہ مخلوق

کا کمال یہ ہے کہ وہ اللہ کی عبادت میں سچا ہو، اور عبودیت میں اس کی سچائی جتنی ہی زیادہ ہوگی اس کی شخصیت اتنی ہی زیادہ کامل ہوگی اور درجہ بلند ہوگا.

## انبیاء ورسل کی دعوت

اللہ کے ہر رسول نے اپنی دعوت کا آغاز اللہ کی عبادت کی طرف بلانے سے کیا، جیسا کہ سورہ اعراف وغیرہ میں حضرت نوح اور انکے بعد کے انبیاء و رسل علیہم السلام کا قول مذکور ہے ﴿اُعْبُدُوا اللّٰهَ﴾ [الاعراف:۵۹]

جب یہ بات واضح ہوگئی تو یہ معلوم ہی ہے کہ عبادت کے تعلق سے لوگوں کے درمیان باہم بہت زیادہ فرق ہوتا ہے، اور یہ دراصل ان کے درمیان ایمان کی حقیقت کے اعتبار سے فرق ہوتا ہے، اور وہ اس فرق کے اعتبار سے منقسم ہوکر دو طبقے بن جاتے ہیں، ایک خواص کا طبقہ، وردوسرا عوام کا

نصوص شرعیہ اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ خالق کائنات سے مانگنے کا حکم دیا گیا ہے اور مخلوق کے سامنے ہاتھ پھیلانے سے منع کیا گیا ہے، بندے کے لئے روزی ایک لازمی چیز ہے اور وہ اس کا ضرورت مند ہے، اب

اگر وہ اپنی روزی اللہ سے طلب کرتا ہے تو وہ اللہ کا بندہ اور اس کا محتاج قرار پاتا ہے، اور اگر وہ اپنی روزی کسی مخلوق سے طلب کرتا ہے تو وہ اسی مخلوق کا بندہ اور اس کا محتاج متصور ہوتا ہے، اسی لئے مخلوق سے سوال کرنا بنیادی طور پر حرام ہے، صرف ضرورت کے تحت اس کی اجازت دی گئی ہے، انسان کے لئے لازم ہے کہ وہ اپنی ضروریات مثلاً روزی وغیرہ حاصل کرے اور نقصان دہ امور کو اپنے سے دور کرے، اور ہر دو مقاصد کے لئے اسے یہ حکم ہے کہ صرف اللہ کو پکارے، اسی سے اپنی روزی مانگے اور اسی سے اپنی پریشانی کا گلہ وشکوہ کرے.

بندہ اللہ کے فضل و رحمت کے حصول اور اپنی حاجت روائی کے لئے اللہ تعالیٰ سے جس قدر زیادہ پرامید ہوگا اسی قدر اللہ کی عبادت و بندگی میں اور غیر اللہ سے آزاد ہونے میں پختہ ہوگا، کیونکہ جس طرح اصل مالداری دل کا غنی ہونا ہے اسی طرح آزادی بھی دل کی آزادی ہے اور اصل بندگی بھی دل ہی کی بندگی ہے.

## محبت الٰہی کی علامت

اللہ سے محبت کا دعویٰ کرنے والوں کی اللہ نے دو علامتیں مقرر کردی ہیں ،پہلی علامت رسول اللہ [صلی اللہ علیہ وسلم] کی اتباع ہے اور دوسری علامت اللہ کی راہ میں جہاد ہے، کیونکہ جہاد درحقیقت اللہ کے پسندیدہ امور یعنی ایمان اور عمل صالح کے حصول کی اور اللہ کے ناپسندیدہ امور یعنی کفر وفسق اور نافرمانی کو دور کرنے کی کوشش کا نام ہے،لہٰذا محبوب سے ہم آہنگی کے بغیر محبت کی حقیقت پوری نہیں ہوسکتی ،اور محبوب سے دوستی کا تقاضہ ہے کہ جن چیزوں سے وہ محبت کرتا ہے ان سے محبت کرنے میں اور جن چیزوں سے وہ نفرت کرتا ہے ان سے نفرت کرنے میں اس کی موافقت کی جائے، اللہ کو ایمان اور تقویٰ پسند ہے، اور کفر وفسق اور نافرمانی سے نفرت ہے.

جب یہ بات واضح ہوگئی تو معلوم ہونا چاہئے کہ دل کو اللہ سے جس قدر زیادہ محبت ہوگی اسی قدر اس کے اندر اللہ کی بندگی زیادہ ہوگی ،اور جس قدر اس کے اندر اللہ کی بندگی زیادہ ہوگی اسی قدر اس کے اندر اللہ کی محبت بڑھے گی

اور غیر اللہ کی محبت سے اس کی آزادی پختہ ہوگی.

دل بذاتِ خود دو پہلوؤں سے اللہ تعالیٰ کا محتاج ہے: ایک تو عبادت کے پہلو سے جو کہ اس کی منزلِ مقصود ہے اور دوسرے استعانت اور توکل کے پہلو سے.

## دل کی اصلاح اللہ کی عبادت کے بغیر ممکن نہیں

دل کی صلاح و درستگی ،فوز ز فلاح ،ناز و نعمت ،لذت و مسرت اور سکون و اطمینان اللہ واحد کی عبادت اور اس کی محبت اور انابت کے بغیر ناممکن ہے ،اگر مخلوق کی لذت کا ہر سامان اسے حاصل ہو جائے تب بھی اسے سکون و اطمینان نہیں مل سکتا، کیونکہ اس کے اندر فطری طور پر اپنے رب کی محتاجگی پائی جاتی ہے جو اس کا محبوب و معبود اور مقصود و مطلوب ہے، اور اسی سے اسے فرحت و سرور، لذت و نعمت اور سکون و اطمینان حاصل ہوتا ہے، لیکن یہ اللہ کی مدد کے بغیر حاصل نہیں ہوسکتا، کیونکہ وہی اسے یہ فرحت و سرور اور سکون و اطمینان عطا کرنے پر قادر ہے، اور بندہ [اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَاِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ ]

کی حقیقت کا دائمی محتاج ہے، وہ دنیا کے آلام ومصائب اور زندگی کی کدورت سے اللہ کی خالص محبت کے ذریعہ ہی نجات پا سکتا ہے، بایں معنیٰ کہ اللہ تعالیٰ ہی اس کے ارادوں کی انتہا، اس کی منزل مقصود اور اس کا اولین محبوب ہو، اور اس کے سوا وہ جس کسی سے بھی محبت کرے اس کی اپنی ذات کے لئے نہیں بلکہ اللہ کی خاطر محبت کرے، بندہ جب تک یہ مقام حاصل نہ کرلے وہ لا الٰہ الا اللہ کی حقیقت کو پا نہیں سکتا، اور نہ ہی اللہ کی توحید، اس کی عبادت اور اس کی محبت میں پورا اتر سکتا ہے.

## اللہ کی طرف بندوں کی محتاجگی

بندہ اللہ تعالیٰ کا محتاج ہے، اس پہلو سے کہ اللہ ہی اس کا محبوبِ مطلوب اور معبودِ مقصود ہے، اور اس پہلو سے بھی کہ اسی سے سوال کیا جاتا ہے، اسی سے مدد طلب کی جاتی ہے اور اسی پر بھروسہ کیا جاتا ہے، وہی وہ اللہ ہے جس کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں، اور وہی وہ رب ہے جس کے سوا کوئی اس کا رب نہیں، اور اللہ کے لئے بندے کی بندگی عبادت اور استعانت کے بغیر پوری

نہیں ہوسکتی، لہٰذا سب سے اکمل، سب سے افضل، سب سے اعلیٰ، اللہ کے نزدیک سب سے قریب، سب سے زیادہ طاقتور اور سب سے زیادہ ہدایت یافتہ بندے وہی ہیں جو اس پہلو سے اللہ کی بندگی میں سب سے کامل ہوں.

## دینِ اسلام کی اصل حقیقت

دین اسلام جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولوں کو مبعوث فرمایا اور اپنی کتابیں نازل کیں، اس کی اصل حقیقت یہ ہے کہ بندہ صرف اللہ واحد کے سامنے سر تسلیم خم کرے، جو اللہ کی بھی مانے اور غیر کی بھی مانے وہ مشرک ہے، اور جو اللہ کی ماننے سے انکار کردے وہ متکبر ہے، اور جو کوئی اللہ کی عبادت سے تکبر کرے گا ضرور وہ کسی غیر کی عبادت کرے گا اور اس کے آگے جھکے گا، کیونکہ انسان حِس رکھتا ہے اور ارادہ کے ساتھ حرکت کرتا ہے، اور تمام مخلوقات سے بندہ اسی حالت میں مستغنی ہوسکتا ہے جب اللہ سبحانہ کو اپنا مالک تسلیم کرے، اسی چیز سے خوش ہو جو اللہ کو محبوب اور پسند ہو، اور اس چیز سے نفرت کرے جو اللہ کو ناپسند ہو، جس سے اللہ دوستی رکھے اسی سے دوستی

رکھے اور جس سے اللہ دشمنی رکھے اس سے دشمنی رکھے، صرف اللہ کے لئے محبت کرے اور اسی کی خاطر کسی چیز سے بغض رکھے، صرف اللہ کے لئے دے اور اسی کے لئے دینے سے باز رہے، اللہ کے لئے اس کی خالص محبت اور اطاعت جس قدر پختہ ہوگی اسی قدر وہ اللہ کے لئے اپنی عبودیت میں کامل اور مخلوق سے مستغنی اور بے نیاز ہوگا، اور اسی کمال عبودیت کے ذریعہ شرک وکفر اور تکبر سے اس کی براءت مکمل ہوگی.

## دین حق کیا ہے؟

دین حق ہر پہلو سے اللہ کے لئے بندگی اور ہر درجہ اللہ سے محبت کی تکمیل کا نام ہے، عبودیت کی تکمیل کے بقدر بندے کی اللہ سے اور اللہ کی بندے سے محبت تکمیل پذیر ہوگی، اور عبودیت میں جس قدر نقص ہوگا اسی قدر محبت میں بھی کمی ہوگی، اور دل میں جس قدر اللہ سے محبت ہوگی اسی کے مطابق اس میں غیر اللہ کی بندگی بھی ہوگی، اور ہر وہ محبت جو اللہ کے لئے نہ ہو فاسد ہے، کیونکہ دنیا خود ملعون ہے اور اس کی ہر شئے لعنتی ہے، سوائے اس کے جو اللہ

کے لئے ہو، اور اللہ کے لئے وہی چیز ہے جو اسے اور اس کے رسول کو محبوب ہو، اور اللہ اور اس کے رسول کو وہی چیز محبوب ہے جو شریعت میں پائی جائے ، یہی دین کا بنیادی اصول ہے، اسی کی تکمیل کے بقدر دین کی تکمیل ہوگی، اسی کے ساتھ اللہ نے اپنے رسولوں کو بھیجا اور اپنی کتابیں نازل فرمائیں ،رسول اللہ نے اسی کی دعوت دی ،اس کے لئے جہاد کیا اور اسی کا حکم اور ترغیب دی، اور یہی دین کا محور ہے جس پر اس کا دارومدار ہے.

دین کا خلاصہ دو بنیادیں ہیں : اول یہ کہ ہم عبادت صرف اللہ کی کریں ، اور دوم یہ کہ عبادت اس طریقہ پر کریں جو اللہ نے مقرر کیا ہے، بدعت کے ساتھ عبادت نہ کریں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿فَمَنْ كَانَ يَرْجُو لِقَاءَ رَبِّهِ فَلْيَعْمَلْ عَمَلاً صَالِحاً وَلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهِ أَحَدَاً ﴾ [الکہف: ۱۱۰] پس جسے بھی اپنے رب سے ملنے کی آرزو ہو اسے چاہئے کہ نیک اعمال کرے اور اپنے پروردگار کی عبادت میں کسی کو بھی شریک نہ ٹھہرائے.

یہی شہادتین یعنی لا الہ الا اللہ ،محمد رسول اللہ کی اصل حقیقت ہے ، پہلی شہادت میں اس بات کا اقرار ہے کہ ہم اللہ کے سوا کسی دوسرے کی عبادت نہیں کریں گے،اور دوسری شہادت میں اس بات کا اقرار ہے کہ محمد اللہ کے رسول اور اس کے دین کی تبلیغ کرنے والے ہیں، چنانچہ ہم پر واجب ہے کہ آپ کی دی ہوئی خبروں کی تصدیق اور آپ کے حکم کی اطاعت کریں،آپ نے اللہ کی عبادت کا درست طریقہ ہمارے لئے بیان فرما دیا ہے،اور دین کے اندر ایجاد کی جانے والی بدعتوں سے منع کر دیا ہے اور بتا دیا ہے کہ یہ سب ضلالت و گمراہی ہیں ،لہٰذا حلال وہی ہے جسے اللہ اور اس کے رسول نے حلال کر دیا ہے،اور حرام وہی ہے جسے اللہ اور اس کے رسول نے حرام کر دیا ہے،اور دین وہی ہے جسے اللہ اور اس کے رسول نے مقرر فرما دیا ہے.

اللہ نے اپنے مومن و مخلص اور صراط مستقیم پر گامزن بندوں کو ہدایت سے نوازا ،جنہوں نے حق کو پہچان کر اس کی اتباع کی ،اور پھر اپنے دین کو اللہ کے لئے خالص کر لیا ،اپنے چہرے اس کی طرف پھیر دئے ،اپنے رب کی

طرف رجوع کیا، اسی سے محبت کی، اسی سے امید رکھی، اسی سے ڈرے، اسی سے سوال کیا، اسی کی طرف رغبت کی، اپنے امور اسی کے سپرد کیئے اور اسی پر بھروسہ کیا، نیز اس کے رسولوں کی اطاعت کی، ان کی عظمت کو پہچانا، ان کی توقیر کی، ان سے محبت ودوستی رکھی، ان کی اتباع کی، ان کے نقش قدم پر چلے اور انہی کا طریقہ اپنایا.

یہی وہ دین اسلام ہے جس کے ساتھ اللہ نے اپنے اولین وآخرین رسولوں کو مبعوث فرمایا، اور یہی وہ دین ہے جس کے علاوہ کوئی دوسرا دین اللہ تعالیٰ کسی شخص سے قبول نہیں فرماتا، اور یہی اللہ رب العالمین کی عبادت کی حقیقت ہے.

ہم عظمت والے اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ ہمیں اس دین پر ثابت قدم رکھے، ہمارے لئے اس کی تکمیل کرے اور ہمارا اور ہمارے تمام مسلمان بھائیوں کا اسی پر خاتمہ فرمائے.

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ ،وَصَلَّى اللّٰهُ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمْ.

## اولیاء الرحمٰن اور اولیاء الشیطان کے درمیان فرق [یہ حصہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ کی کتاب [الفرقان بین اولیاء الرحمٰن واولیاء الشیطان] سے اختصار کے ساتھ ماخوذ ہے]

شیخ الاسلام احمد بن عبدالحلیم بن عبدالسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے فرمایا:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ، نَحْمَدُهُ وَ نَسْتَعِيْنُهُ وَ نَسْتَغْفِرُهُ، وَ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّآتِ اَعْمَالِنَا ،مَنْ يَهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَ مَنْ يُّضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ ، وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ،اَرْسَلَهُ بِالْهُدَى وَ دِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهِ ، وَكَفَى بِاللّٰهِ شَهِيْدَاً

ہر قسم کی تعریف اللہ کے لئے ہے، ہم اس کی حمد و ثنا بیان کرتے ہیں، اسی سے مدد مانگتے ہیں ، اور اسی سے استغفار کرتے ہیں ، اور اپنے نفس کے شر اور اعمال کی برائیوں سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں ، اور اللہ جسے ہدایت سے نوازے اسے کوئی گمراہ کرنے والا نہیں اور جسے گمراہ کردے اسے کوئی ہدایت دینے والا نہیں ، ہم شہادت دیتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں ، وہ اکیلا ہے، کوئی اس کا شریک نہیں ، اور یہ بھی شہادت دیتے ہیں کہ محمد اس کے

بندے اور رسول ہیں جنہیں اللہ نے ہدایت اور دینِ حق کے ساتھ بھیجا تا کہ اسے تمام ادیان پر غالب کردے، اور آپ کی رسالت پر اللہ تعالیٰ کی گواہی کافی ہے.

اللہ تعالیٰ نے آپ کو قیامت کے قریب بشارت دینے والا، ڈرانے والا، اللہ کے حکم سے اس کی طرف بلانے والا اور روشن چراغ بنا کر مبعوث فرمایا، اللہ نے آپ کے ذریعہ لوگوں کو گمراہی سے نکال کر صراط مستقیم پر چلایا، اندھے پن سے نکال کر بینائی عطا کی، برائی سے نکال کر رشد و ہدایت کی راہ دکھائی، اندھی آنکھوں بہرے کانوں اور بند دلوں کو کھولا اور حق و باطل، ہدایت و ضلالت اور نیکی و بدی کا فرق بتایا، اور مومن اور کافر، نیک بخت جنتی اور بد بخت جہنمی کے درمیان تفریق کی اور اللہ کے اولیاء اور اس کے دشمنوں کے درمیان امتیاز کیا، اب جس کے بارے میں محمد یہ شہادت دیدیں کہ وہ اللہ کا ولی ہے تو وہ اللہ کا ولی ہے، اور جس کے بارے میں یہ فرمادیں کہ وہ اللہ کا دشمن ہے تو وہ اللہ کا دشمن اور شیطان کا ولی اور دوست ہے.

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنی کتاب قرآن کریم اور اپنے رسول کی احادیث مبارکہ میں یہ بیان کردیا ہے کہ انسانوں میں سے کچھ تو اللہ کے دوست ہیں اور کچھ شیطان کے دوست ہیں، چنانچہ اللہ نے اپنے دوستوں میں اور شیطان کے دوستوں میں فرق کیا ہے فرمایا﴿أَلَا إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا يَحْزَنُونَ الَّذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ﴾[ یونس:۶۲،۶۳] یادرکھو اللہ کے دوستوں پر نہ کوئی اندیشہ ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور تقویٰ اختیار کیا.

اورفرمایا﴿اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِينَ آمَنُوا يُخْرِجُهُمْ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ وَالَّذِينَ كَفَرُوا أَوْلِيَاؤُهُمُ الطَّاغُوتُ يُخْرِجُونَهُمْ مِنَ النُّورِ إِلَى الظُّلُمَاتِ أُولٰئِكَ أَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ﴾[البقرة:۲۵۷] اللہ تعالیٰ ایمان لانے والوں کا دوست ہے، وہ انہیں اندھیروں سے روشنی کی طرف نکالتا ہے، اور کافروں کے دوست شیطان ہیں، وہ انہیں روشنی سے نکال کر اندھیروں کی طرف لے جاتے ہیں، یہی لوگ جہنمی ہیں جو

ہمیشہ اسی میں پڑے رہیں گے اور فرمایا

﴿هُنَالِکَ الْوَلَايَةُ لِلّٰهِ الْحَقِّ هُوَ خَيْرٌ ثَوَابًا وَ خَيْرٌ عُقْبًا﴾ [الکہف: ۴۴] اس جگہ سب اختیار اللہ برحق کے لئے ہے، وہ ثواب دینے اور انجام کے اعتبار سے بہت ہی بہتر ہے

اور اللہ تعالیٰ نے شیطان کے دوستوں کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا:

وَمَنْ يَّتَّخِذِ الشَّيْطَانَ وَلِيًّا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا مُّبِيْنًا يَعِدُهُمْ وَ يُمَنِّيْهِمْ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطَانُ اِلَّا غُرُوْرًا [النساء: ۱۱۹،۱۲۰] اور جو شخص اللہ کو چھوڑ کر شیطان کو اپنا دوست بنائے گا وہ کھلے نقصان میں ڈوبے گا وہ ان سے زبانی وعدے کرتا رہے گا اور سبز باغ دکھاتا رہے گا [مگر یاد رکھو] شیطان کے جو وعدے ان سے ہیں وہ سراسر فریب کاریاں ہیں

اور فرمایا

اِنَّمَا ذَالِکُمُ الشَّيْطَانُ يُخَوِّفُ اَوْلِيَاءَهٗ فَلَا تَخَافُوْهُمْ وَخَافُوْنِ اِنْ

كُنتُمْ مُؤْمِنِيْنَ[ آل عمران:١٧٥] یہ خبر دینے والا شیطان ہے جو اپنے دوستوں سے ڈراتا ہے، تم ان کافروں سے نہ ڈرو بلکہ مجھ سے ڈرو اگر تم مومن ہو

اور فرمایا

اَنَّهُمُ اتَّخَذُوا الشَّيَاطِيْنَ اَوْلِيَاءَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُهْتَدُوْنَ [الاعراف:٣٠] انہوں نے اللہ کو چھوڑ کر شیطانوں کو دوست بنالیا ہے اور سمجھتے ہیں کہ وہ راہ راست پر ہیں

جب یہ معلوم ہو گیا کہ انسانوں میں سے کچھ تو اللہ کے دوست ہیں اور کچھ شیطان کے دوست ہیں تو جس طرح اللہ اور اس کے رسول نے ان دونوں کے درمیان فرق کیا ہے اسی طرح ان رحمانی اولیاء اور شیطانی اولیاء کے درمیان تفریق ضروری ہے.

اللہ تعالیٰ کے دوست یعنی رحمانی اولیاء اللہ کے مومن اور متقی بندے ہیں ،جیسا کہ اللہ نے فرمایا:

﴿اَلَا إِنَّ اَوْلِيَاءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا يَحْزَنُوْنَ اَلَّذِيْنَ آمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ﴾ [یونس:۶۲،۶۳] یادرکھواللہ کے دوستوں پر نہ کوئی اندیشہ ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور تقویٰ اختیار کیا.

## جس نے اللہ کے ولی سے دشمنی کی اس نے اللہ سے جنگ کی

صحیح حدیث میں جسے بخاری وغیرہ نے ابو ہریرہ سے روایت کیا ہے نبی نے فرمایا

مَنْ عَادٰى لِيْ وَلِيًّا فَقَدْ بَارَزَنِيْ بِالْمُحَارَبَةِ أَوْ فَقَدْ آذَنْتُهُ بِالْحَرْبِ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جس نے میرے کسی دوست سے دشمنی کی اس نے مجھے جنگ کی دعوت دی [یا اس سے میں نے اعلان جنگ کردیا]

اولیاء کے بارے میں جتنی بھی احادیث مروی ہیں ان میں یہ سب سے صحیح حدیث ہے، اس حدیث میں نبی کریم نے بیان فرمادیا ہے کہ جس نے اللہ کے کسی ولی سے دشمنی کی اس نے اللہ کو جنگ کی دعوت دی

اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ کے اولیاء وہ لوگ ہیں جو اس پر ایمان رکھتے ہیں اور اس سے محبت کرتے ہیں، چنانچہ جو چیز اللہ کو محبوب ہے وہ اس سے محبت رکھتے ہیں اور جو اسے ناپسند ہے اسے وہ بھی ناپسند کرتے ہیں، اور جس چیز سے اللہ خوش ہوتا ہے اس سے وہ بھی خوش ہوتے ہیں اور جس سے وہ ناخوش ہوتا ہے اس سے وہ بھی ناخوش ہوتے ہیں، اور جس بات کا اللہ حکم دیتا ہے اسے وہ بجالاتے ہیں اور جس سے منع کرتا ہے باز رہتے ہیں، اللہ جس کو دینا پسند کرتا ہے اسے دیتے ہیں اور جس کو دینا ناپسند کرتا ہے اسے نہیں دیتے جیسا کہ جامع ترمذی وغیرہ میں نبی کریم سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا:

اَوْثَقُ عُرَیٰ الْإِیْمَان اَلْحُبُّ فِيْ اللّٰہِ وَالْبُغْضُ فِيْ اللّٰہِ

ایمان کا سب سے مضبوط کڑا اللہ کے لئے محبت کرنا اور اللہ کے لئے نفرت کرنا ہے.

اور دوسری حدیث میں ہے جسے امام ابوداؤد نے روایت کیا ہے.

مَنْ اَحَبَّ لِلّٰہِ وَ اَبْغَضَ لِلّٰہِ وَاَعْطیٰ لِلّٰہِ وَمَنَعَ لِلّٰہِ فَقَدِ اسْتَکْمَلَ

الْإِيْمَانَ

جس نے اللہ کے لئے محبت کی اور اللہ ہی کے لئے نفرت کی، اور اللہ کے لئے دیا اور اللہ ہی کے لئے روکا، تو اس نے اپنا ایمان مکمل کرلیا.

## ولایت اور عداوت کا مطلب

ولایت، عداوت کی ضد ہے، ولایت کی اصل محبت وقربت ہے اور عداوت کی اصل نفرت اور دوری ہے.

جب یہ واضح ہوگیا کہ اللہ کا ولی وہ ہے جو محبت ورضا، بغض ونفرت اور مامورات ومنہیات ہر معاملہ میں اللہ کے حکم کی موافقت کرے، تو ظاہر بات ہے کہ جو شخص اللہ کے اس ولی سے دشمنی کرے گا وہ اللہ سے دشمنی اور مخالفت مول لینے والا ہوگا.

لہٰذا جس نے اللہ کے ولی سے دشمنی کی اس نے اللہ سے دشمنی مول لی، اور جس نے اللہ سے دشمنی مول لی اس نے اس سے اعلانِ جنگ کیا، اسی لئے حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا

مَنْ عَادَىٰ لِیْ وَلِیًّا فَقَدْ بَارَزَنِیْ بِالْمُحَارَبَة

اللہ تعالیٰ کے سب سے افضل اولیاء اس کے انبیاء علیہم لسلام ہیں اور انبیاء میں سب سے افضل رسول ہیں، اور رسولوں میں سب سے افضل اولوالعزم [یعنی عزیمت والے] پیغمبر نوح، ابراہیم، موسیٰ، عیسیٰ اور محمد صلوات اللہ علیہم اجمعین ہیں.

اور اولوالعزم پیغمبروں میں سب سے افضل ہمارے رسول محمد ہیں، جو سب سے آخری نبی، متقیوں کے امام اور بنی آدم کے سردار ہیں، جب تمام انبیاء اکٹھے ہوں گے تو ان سب کے آپ امام وخطیب ہوں گے، آپ مقام محمود سے سرفراز کئے گئے ہیں جس کے لئے اولین وآخرین سب کو آپ پر رشک ہے، لواء الحمد کے حقدار ہیں اور اس حوض کوثر سے نوازے گئے ہیں جہاں آپ کی امت وارد ہوگی، قیامت کے دن شفاعت فرمائیں گے اور مقامِ وسیلہ اور فضیلت سے سرفراز کئے جائیں گے، اللہ تعالیٰ نے آپ کو افضل ترین کتاب کے ساتھ بھیجا، آپ پر افضل ترین شریعت نازل کی، آپ کی

امت کو بہترین امت قرار دیا جو لوگوں کی ہدایت کے لئے پیدا کی گئی، اور آپ کی امت کے لئے وہ تمام فضائل ومحاسن یکجا کردئے جو تمام سابقہ امتوں کے درمیان منقسم تھے، آپ کی امت دنیا میں آنے کے اعتبار سے تو آخری امت ہے لیکن قیامت کے دن سب سے پہلے اٹھائی جائے گی، جیسا کہ صحیح حدیث میں رسول اللہ نے فرمایا: نَحْنُ الْآخِرُوْنَ السَّابِقُوْنَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ ہم دنیا میں سب سے آخر میں آئے لیکن قیامت کے دن سب سے آگے ہوں گے [بخاری ومسلم]

غرضیکہ آپ کے فضائل اور آپ کی امت کے فضائل بیشمار ہیں.

اللہ تعالیٰ نے جب سے آپ کو مبعوث فرمایا ہے آپ کو اپنے دوستوں اور دشمنوں کے درمیان فرق کرنے والا بنایا ہے، لہٰذا اللہ کا ولی وہی ہوسکتا ہے جو آپ پر اور آپ کی لائی ہوئی شریعت پر ایمان رکھے اور ظاہر وپوشیدہ ہر پہلو سے اس کا اتباع کرے، اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی محبت وولایت کا دعویدار ہو لیکن آپ کا اتباع نہ کرے وہ ہرگز اللہ کا ولی نہیں ہوسکتا، بلکہ آپ کا مخالف

اللہ کا دشمن اور شیطان کا دوست ہوگا اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ[ آل عمران:۳۱]

اے پیغمبر! کہہ دیجئے اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میرا اتباع کرو، اللہ تم سے محبت کرے گا.

حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :[ایک قوم نے یہ دعویٰ کیا کہ وہ اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے ان کے امتحان و آزمائش کے لئے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی]

مذکورہ آیت میں اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے کہ جو رسول کی تابعداری کرے اللہ تعالیٰ اس سے محبت کرے گا، اور جو شخص اللہ کی محبت کا دعویدار ہو لیکن رسول کی تابعداری نہ کرے وہ ہرگز اللہ کا ولی نہیں ہوسکتا.

اور حدیث میں آپ نے فرمایا

اِنَّ اَوْلِيَائِيْ اَلْمُتَّقُوْنَ اَيًّا كَانُوْا وَ حَيْثُ كَانُوْا

میرے دوست متقی لوگ ہیں، وہ جو بھی ہوں اور جہاں بھی ہوں[ مستدرک.

حاکم]

## اللہ کے ولی کون ہیں؟

کفار یعنی یہود ونصاریٰ اور مشرکین یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ اللہ کے ولی ہیں ،حالانکہ وہ اللہ کے ولی نہیں بلکہ اس کے دشمن ہوتے ہیں ،نیز اسی طرح منافقین میں بھی ایسے دعویدار ہیں جو اسلام کا اظہار کرتے اور بظاہر کلمہ شہادت لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا اقرار کرتے ہیں

اللہ کے ولی درحقیقت وہ لوگ ہیں جن کو خود اللہ تعالیٰ نے ولی کے وصف سے متصف کیا ہے فرمایا:

﴿اَلَا إِنَّ اَوْلِيَاءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا يَحْزَنُوْنَ اَلَّذِيْنَ آمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ﴾ [ یونس:۶۲، ۶۳ ] یاد رکھو اللہ کے دوستوں پر نہ کوئی اندیشہ ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور تقویٰ اختیار کیا.

پس معلوم ہے کہ ہر متقی مومن اللہ کا ولی ہے.

ایمان لانے میں اللہ پر، اس کے فرشتوں پر، اس کی کتابوں پر، اس کے رسولو ل پر اور آخرت کے دن پر ایمان لانا اور اسی طرح اللہ کے بھیجے ہوئے ہر رسول اور اس کی نازل کردہ ہر کتاب پر ایمان لانا شامل ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

قُوْلُوْا آمَنَّا بِاللّٰهِ وَ مَا اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَمَا اُنْزِلَ اِلَى اِبْرَاهِيْمَ وَ اِسْمَاعِيْلَ وَ اِسْحَاقَ وَ يَعْقُوْبَ وَالْأَسْبَاطِ وَ مَا اُوْتِيَ مُوْسٰى وَ عِيْسٰى وَ مَا اُوْتِيَ النَّبِيُّوْنَ مِنْ رَبِّهِمْ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ وَ نَحْنُ لَهُ مُسْلِمُوْنَ فَإِنْ آمَنُوْا بِمِثْلِ مَا آمَنْتُمْ بِهِ فَقَدِ اهْتَدَوْا وَ اِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا هُمْ فِيْ شِقَاقٍ فَسَيَكْفِيْكَهُمُ اللّٰهُ وَ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ [البقرة:۱۳۶،۱۳۷]

کہو ہم اللہ پر ایمان لائے اور اس چیز پر بھی جو ہماری طرف اتاری گئی اور جو چیز ابراہیم، اسماعیل، اسحاق، یعقوق [علیہم السلام] اور ان کی اولاد پر اتاری گئی، اور جو کچھ اللہ کی جانب سے موسیٰ اور عیسیٰ اور دوسرے انبیاء [علیہم

السلام] دیئے گئے، ہم ان میں سے کسی کے درمیان فرق نہیں کرتے اور ہم اللہ کے فرمانبردار ہیں اگر وہ تم جیسا ایمان لائیں تو ہدایت پائیں، اور اگر منہ موڑیں تو وہ صریح اختلاف میں ہیں، اللہ تعالیٰ ان سے عنقریب آپ کی کفایت کرے گا، اور وہ خوب سننے والا اور جاننے والا ہے.

ایمان کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ بندہ یہ ایمان رکھے کہ محمد [صلی اللہ علیہ وسلم]. اللہ کے آخری نبی ہیں، آپ [صلی اللہ علیہ وسلم] کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا، اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو تمام جن وانس کی طرف نبی ورسول بنا کر بھیجا ہے، اب جو شخص آپ [صلی اللہ علیہ وسلم] کی لائی ہوئی شریعت پر ایمان نہ لائے وہ اللہ کا متقی ولی تو کیا ہوگا مومن بھی نہیں ہوسکتا، اور جو آپ کی لائی شریعت کے بعض احکام مانے اور بعض کا اانکار کرے وہ کافر ہے مومن نہیں.

رسول پر ایمان لانے میں اس بات پر ایمان رکھنا بھی شامل ہے کہ اللہ تعالیٰ کے امر ونہی، وعدہ ووعید اور حلال وحرام کی تبلیغ کرنے میں آپ ہی اللہ اور

مخلوق کے درمیان واسطہ ہیں، پس حلال وہی ہے جسے اللہ اور اس کے رسول نے حلال بتایا ہے، اور حرام وہی ہے جسے اللہ اور اس کے رسول نے حرام کیا ہے، اور دین وہی ہے جسے اللہ اور اس کے رسول نے مقرر فرمایا ہے، اب اگر کوئی شخص یہ عقیدہ رکھے کہ کسی ولی کو اللہ تک پہنچنے کے لئے محمد [صلی اللہ علیہ وسلم] کے طریقہ سے ہٹ کر کوئی اور طریقہ اپنانے کا اختیار ہے، تو ایسا عقیدہ رکھنے والا کافر اور شیطان کا دوست ہے.

## تخلیق اور کارسازی صرف اللہ کی شان ہے

رہا اللہ تعالیٰ کا اپنی مخلوق کو پیدا کرنا، ان کو روزی دینا، ان کی پکار سننا، ان کے دلوں کو ہدایت عطا کرنا، دشمنوں پر ان کی مدد کرنا اور ان کے علاوہ فائدہ حاصل کرنے اور نقصان دور کرنے کے دیگر کام، تو یہ صرف اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہیں، وہ جن اسباب کے تحت چاہے انہیں کرتا ہے، ان میں انبیاء ورسل کی وساطت کا کوئی دخل نہیں.

اس کے ساتھ ہی یہ بھی ملحوظ رہے کہ آدمی زہد وتقویٰ، عبادت اور علم میں خواہ

کتنا بھی بڑھ جائے اگر محمد [صلی اللہ علیہ وسلم] کی لائی ہوئی مکمل شریعت پر اس کا ایمان نہیں ہے تو وہ مومن اور اللہ کا ولی نہیں ہوسکتا، جیسا کہ یہود و نصاریٰ کے علماء ور ہبان اور عابدوں کا حال تھا، اسی طرح مشرکین میں سے جو لوگ علم و عبادت میں مشہور تھے، لیکن علم یا زہد و عبادت کے باوجود اگر کوئی شخص نبی کی لائی ہوئی مکمل شریعت پر ایمان نہیں لاتا تو وہ کافر اور اللہ کا دشمن ہے، اسی لئے ایسے لوگوں پر شیطان اترتے اور ان سے دوستی رکھتے ہیں، لہٰذا وہ شیطان کے دوست ہوئے رحمٰن کے ولی نہیں ہوئے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا

وَمَنْ يَعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهُ شَيْطَانًا فَهُوَ لَهُ قَرِيْنٌ [الزخرف:۳۶]

اور جو شخص رحمٰن کے ذکر سے غفلت کرے ہم اس پر ایک شیطان مقرر کر دیتے ہیں، پھر وہی اس کا ساتھی رہتا ہے

اس آیت میں رحمٰن کے ذکر سے مراد وہ ذکر ہے جس کے ساتھ نبی مبعوث ہوئے، یعنی قرآن کریم، اس لئے جو شخص قرآن کریم پر ایمان نہ لائے، اس

کی خبروں کی تصدیق نہ کرے اور اس کے حکم کی فرضیت کا اعتقاد نہ رکھے ، اس نے گویا قرآن سے اعراض کیا، لہٰذا اس کے اوپر ایک شیطان مقرر کر دیا جاتا ہے جو اس کے ساتھ یارانہ گانٹھ کر اس کا قریبی دوست بن جاتا ہے اور اسے راہِ حق سے روک دیتا ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِ فَإِنَّ لَهُ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَنَحْشُرُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اَعْمٰى [ طٰہٰ:۱۲۴] اور جو میرے ذکر [یاد] سے روگردانی کرے گا اس کی زندگی تنگی میں رہے گی اور ہم اسے بروز قیامت اندھا کر کے اٹھائیں گے.

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ذکر سے مراد اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ آیات ہیں ، لہٰذا اگر کوئی شخص ہر روز مسلسل اللہ کا ذکر کرے اور انتہائی عابد و زاہد بھی ہو لیکن اللہ کی نازل کردہ یعنی قرآن کریم کا تابعدار نہ ہو تو وہ شیطان کا دوست ہے اگر وہ ہوا میں اڑے یا پانی کے اوپر چلے تو یہ سمجھ لینا چاہئے کہ شیطان اسے ہوا میں یا پانی پر اٹھائے ہوئے ہے.

اور جب اللہ کے ولی مومنین و متقین ہی ٹھہرے تو بندہ کے ایمان اور تقویٰ

کے اعتبار سے اس کی اللہ کے لئے ولایت بھی ثابت ہوگی ،جس کا ایمان و تقویٰ جتنا ہی زیادہ ہوگا اس کی ولایت بھی اتنی ہی کامل ہوگی.

## اللہ کی ولایت میں لوگوں کے مراتب ودرجات

اسی ایمان اور تقویٰ کے اعتبار سے اللہ کے لئے بندوں کی ولایت میں بھی فرقِ مراتب ہوگا اور اس کے برعکس جو شخص کفر ونفاق میں جتنا بڑھا ہوگا اس کی اللہ تعالیٰ سے عداوت ودشمنی بھی اتنی ہی شدید تر ہوگی.

اولیاء کرام کے دو طبقے ہیں: پہلا طبقہ سابقین مقربین کا ہے، اور دوسرا طبقہ اصحاب یمین مقتصدین کا، اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کے مختلف مقامات پر ان کا تذکرہ فرمایا ہے، جیسا کہ سورہ واقعہ کے شروع اور آخر میں اور سورہ دہر ،سورہ مطففین اور سورہ فاطر میں ہے.

اصحاب یمین ابرار وہ لوگ ہیں جو فرائض کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کا تقرب چاہتے ہیں، اللہ کے واجبات کی پابندی اور محرمات سے اجتناب کرتے ہیں ،لیکن مندوبات ومستحبات کے پابند نہیں ہوتے اور نہ ہی مباح چیزوں سے

پرہیز کرتے ہیں، جبکہ سابقین مقربین فرائض کے بعد نوافل کے ذریعہ اللہ کا تقرب حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں، چنانچہ وہ واجبات اور مستحبات دونوں کی پابندی کرتے ہیں اور محرمات اور مکروہات دونوں سے اجتناب کرتے ہیں، چونکہ حسب استطاعت اللہ کی مرضی کا ہر کام انجام دے کر وہ اللہ کا تقرب حاصل کرنے میں لگے رہتے ہیں اس لئے اللہ بھی ان سے بھر پور محبت کرنے لگتا ہے، جیسا کہ حدیث قدسی میں فرمایا

وَلا يَزَالُ عَبْدِيْ يَتَقَرَّبُ اِلَيَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰى اُحِبَّهُ میرا بندہ نوافل کے ذریعہ میرا تقرب حاصل کرنے کی کوشش میں لگا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں [صحیح بخاری]

چنانچہ یمین مقربین کے لئے مستحبات بھی اطاعت کے درجہ میں ہو گئے جن کے ذریعہ وہ اللہ عزوجل کا تقرب حاصل کرتے ہیں، اور اسی طرح ان کا ہر ہر عمل اللہ کی عبادت بن گیا، لہٰذا جس طرح ان کا عمل خالص ہے اسی طرح قیامت کے دن ان کی شراب بھی خالص ہوگی، لیکن اصحاب یمین مقتصدین

کے اعمال میں بعض ایسی چیزیں بھی ہوتی ہیں جن کو وہ اپنے نفس کے لئے کرتے ہیں جن پر وہ نہ تو سزا کے مستحق ہوتے ہیں نہ جزا کے، اس لئے آخرت میں وہ خالص شراب بھی نہیں پییں گے، بلکہ ان کی شراب میں سابقین مقربین کی شراب کی اسی قدر آمیزش ہوگی جس قدر دنیا میں سابقین مقربین کی طرح کے اعمال انہوں نے کئے ہوں گے.

غرضیکہ اولیائے سابقین مقربین ان اصحاب یمین ابرار سے افضل ہیں جو مقربین سابقین میں سے نہیں.

جب یہ ثابت ہوگیا کہ اللہ عزوجل کے اولیاء مومنین و متقین ہیں، اور یہ امر معروف ہے کہ ایمان اور تقوی میں لوگ ایک دوسرے پر فضیلت رکھتے ہیں ،تو یہ بھی ثابت ہوا کہ ایمان و تقویٰ کے اعتبار سے اولیاء اللہ کے مراتب بھی مختلف ہوں گے، جیسا کہ کفر و نفاق میں تفاوت کے اعتبار سے اللہ کے دشمنوں کے درجے مختلف ہوتے ہیں.

## ایمان وتقویٰ کی بنیاد

ایمان وتقویٰ کی بنیاد اللہ کے رسولوں پر ایمان رکھنا ہے ،اور اس ایمان کا خلاصہ خاتم الرسل محمد [صلی اللہ علیہ وسلم] پر ایمان لانا ہے، کیونکہ آپ [صلی اللہ علیہ وسلم] پر ایمان لانا اللہ کے تمام رسولوں اور کتابوں پر ایمان لانا ہے،اور کفر ونفاق کی اصل اللہ کے رسولوں اور ان کی لائی ہوئی شریعت کا انکار کرنا ہے ،اور یہ وہ کفر ہے جس کا مرتکب آخرت میں عذاب کا مستحق ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب قرآن کریم میں یہ خبر دی ہے کہ وہ کسی کو اس وقت تک عذاب نہ دے گا جب تک کہ اس کو پیغام رسالت نہ پہنچ جائے ،فرمایا: وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتَّى نَبْعَثَ رَسُوْلًا الاسراء ۱۵] اور ہم عذاب دینے والے نہیں یہاں تک کہ رسول بھیج دیں.

جب یہ بات ثابت ہوگئی کہ بندہ اسی صورت میں ولی ہوسکتا ہے جب وہ مومن ومتقی ہو،اور وہ مومن ومتقی اسی وقت ہوسکتا ہے جب کہ فرائض انجام دے کر اللہ کا تقرب حاصل کرنے میں لگا رہے یہاں تک کہ اہل ایمان ابرار

میں سے ہو جائے ،پھر اس کے بعد نوافل کے ذریعہ اللہ کا تقرب حاصل کرنے میں لگا رہے یہاں تک کہ سابقین مقربین کے زمرہ میں آجائے ،اور یہ بھی معلوم ہے کہ کفار و منافقین میں سے کوئی بھی فرد اللہ کا ولی نہیں ہوسکتا،لہٰذا جو شخص نیکیاں انجام دے کر اور برائیوں سے پرہیز کر کے اللہ کا تقرب حاصل نہ کرے وہ ولی نہیں ہوسکتا.

## اولیاء اللہ کی کوئی خاص پوشاک نہیں

اولیاء اللہ ظاہری مباح امور میں کسی بھی چیز میں لوگوں سے ممتاز نہیں ہوتے ،چنانچہ ان کا کوئی مخصوص لباس نہیں ہوتا، بلکہ وہ ہر جائز لباس پہنتے ہیں،اسی طرح سر منڈانا یا بال چھوٹے رکھنا یا ان کی چوٹی بنانا ان کا امتیاز نہیں جیسا کہ مثل مشہور ہے كَمْ مِنْ صِدِّيْقٍ فِيْ قُبَاءٍ ، وَكَمْ مِنْ زِنْدِيْقٍ فِيْ عَبَاءٍ یعنی کتنے صدیق قبا زیب تن کئے ہوتے ہیں،اور کتنے بے دین گدڑی پہنے ہوتے ہیں.

کتاب وسنت اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب

سے مکرم شخص وہ ہے جو اللہ سے سب سے زیادہ ڈرنے والا ہو.

## اولیاء خطا ولغزش سے معصوم نہیں

ولی اللہ ہونے کے لئے یہ ضروری نہیں کہ بندہ خطا ولغزش سے محفوظ ہو، بلکہ یہ ہوسکتا ہے کہ شریعت کی بعض چیزوں کا اسے علم نہ ہو، یہ بھی ہوسکتا ہے کہ دین کے بعض مسائل اس پر مشتبہ ہو جائیں اور وہ بعض امور کے بارے میں یہ سمجھ لے کہ اللہ نے ان کا حکم دیا ہے مگر حقیقت میں ایسا نہ ہو، اسی طرح ممکن ہے وہ بعض امور کے بارے میں سمجھ لے کہ اللہ نے ان سے منع کیا ہے مگر حقیقت میں ایسا نہ ہو، لیکن ان باتوں سے وہ اللہ کی ولایت سے خارج نہیں ہو جاتا، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس امت کی بھول چوک اور جبراً کرائے گئے افعال معاف کر دیئے ہیں.

## لوگوں پر کیا واجب ہے؟

لوگوں پر یہ واجب ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو جس دین کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے اس دین کی اتباع کریں اور اللہ سے کما حقہ ڈریں' بایں طور

کہ اللہ کی اطاعت کی جائے اور اسکی نافرمانی نہ کی جائے ،اس کا ذکر کیا جائے اور اسے فراموش نہ کیا جائے ،اس کا شکرادا کیا جائے اور ناشکری نہ کی جائے ،عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے تقویٰ کی یہی تفسیر کی ہے.

اصل حقیقت اللہ رب العالمین کے دین کی حقیقت ہے جس پر تمام انبیاء و رسل کا اتفاق ہے اگرچہ ان میں سے ہر ایک کی الگ الگ شرعت [ دستور ] اور منہاج [ راستہ ] تھا ،شرعت سے مراد شریعت ہے ،اور منہاج راستہ کو کہتے ہیں ،اور منزل مقصود دین کی اصل حقیقت ہے ،یعنی اللہ وحدہ لاشریک کی عبادت کرنا یہی دین اسلام کی حقیقت ہے ،دین اسلام یہ ہے کہ بندہ اللہ رب العالمین کا مطیع وفرمانبردار ہو جائے اور اس کے علاوہ کسی اور کی نہ مانے ،اگر کسی نے غیر اللہ کی فرمانبرداری کی تو وہ مشرک ہے اور اللہ شرک کو کبھی بھی معاف نہیں کرسکتا اور جو شخص اللہ کا مطیع وفرمانبردار نہ ہو بلکہ اس کی عبادت سے اعراض کرے تو وہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا مصداق ہے :اِنَّ الَّذِیْنَ یَسْتَکْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِیْ سَیَدْخُلُوْنَ جَھَنَّمَ

دَاخِرِيْنَ[غافر:٦٠]

جولوگ میری عبادت سے خودسری کرتے ہیں وہ عنقریب ذلیل ہوکر جہنم میں داخل ہوں گے.

دین اسلام ہی تمام اولین و آخرین انبیاء ورسل کا دین ہے،اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَمَنْ يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِيْناً فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْهُ[آل عمران:٨٥]

اور جواسلام کے علاوہ کوئی اور دین تلاش کرے تو وہ اس سے ہرگز قبول نہ کیا جائے گا.

اور یہ دین ہر زمانے اور ہر جگہ کے لئے عام ہے،چنانچہ نوح،ابراہیم ،یعقوب علیہم السلام اوران کی اولاد،نیز موسیٰ وعیسیٰ علیہما السلام اوران کے حواریوں کا دین یہی اسلام تھا،یعنی اللہ وحدہ لاشریک کی عبادت و بندگی کرنا غرضیکہ انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کی شریعتیں اگرچہ جدا جدا تھیں لیکن دین سب کا ایک تھا.

## اولیاءاللہ کے اوصاف

اللہ کے مومن ومتقی اولیاءوہ ہیں جواللہ کے احکام بجالاتے ہیں،اس کی منع کردہ چیزوں سے اجتناب کرتے ہیں اوراللہ کی تقدیر پرصبر سے کام لیتے ہیں،چنانچہ اللہ ان سے محبت کرتا ہےاوروہ اللہ سے محبت کرتے ہیں،اللہ ان سے راضی ہوتا ہےاوروہ اللہ سے راضی ہوتے ہیں.

اوراللہ کے دشمن وہ ہیں جوشیطان کے ولی اوردوست ہیں،یہ بھی اگرچہ اللہ کی قدرت کے ماتحت ہیں،لیکن اللہ ان سے نفرت کرتا ہے،انہیں ناپسندکرتا ہے،ان پرغضبناک ہوتا ہے،ان پرلعنت کرتا ہےاوران سے دشمنی رکھتا ہے.

اس مسئلہ کی تفصیل کا مقام اس کے علاوہ تھالیکن اللہ کے اولیاءاورشیطان کے اولیاءکے درمیان فرق کی وضاحت کے لئے ہم نے بطورتنبیہ یہ باتیں لکھ دی ہیں.

غرضیکہ اللہ کے متقی اولیاءوہ لوگ ہیں جومحمد[صلی اللہ علیہ وسلم]کی اقتداکرتے

ہیں، یعنی آپ [صلی اللہ علیہ وسلم] کے احکام بجالاتے ہیں، منع کردہ امور سے باز رہتے ہیں اور جن امور میں آپ [صلی اللہ علیہ وسلم] نے پیروی کرنے کا حکم دیا ہے ان میں وہ آپ [صلی اللہ علیہ وسلم] کی اقتدا کرتے ہیں.

جن امور سے شیطانی احوال کو سب سے زیادہ تقویت ملتی ہے ان میں گانا اور لہوولعب کی باتوں کا سننا بھی ہے، اور یہی مشرکین کا سماع تھا.

یہ جاننا ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ نے محمد [صلی اللہ علیہ وسلم] کو تمام انسانوں اور جنوں کے لئے رسول بنا کر مبعوث فرمایا ہے، اب کوئی بھی انسان یا جن ایسا نہیں جس پر محمد [صلی اللہ علیہ وسلم] پر ایمان لانا اور آپ [صلی اللہ علیہ وسلم] کی اتباع کرنا واجب نہ ہو، اس لئے ہر شخص پر واجب ہے کہ رسول اللہ [صلی اللہ علیہ وسلم] جس چیز کی خبر دیں اس میں وہ آپ [صلی اللہ علیہ وسلم] کی تصدیق کرے اور جس بات کا حکم دیں اس میں آپ [صلی اللہ علیہ وسلم] کی اطاعت و فرمانبرداری کرے، جس انسان یا جن پر آپ کی رسالت کے ذریعہ حجت قائم ہوگئی پھر بھی وہ آپ [صلی اللہ علیہ وسلم] پر ایمان نہ لائے تو وہ کافر ہے.

والـلـه سبحانه وتعالىٰ اعلم بالصواب ،واليه المرجع والمآب ،وصـلى الله و سلم على محمد سيد رسله وانبياء ه وعلى آله واصـحـابـه واتبـاعـه و خلفاء ه صلاةً و سلاماً نستوجب بهما شفاعته[ آمين].

## مترجم کے بارے میں

آج جب میں نے اس قلم کو جنبش دی ہے کہ کتاب کے مترجم کے حوالہ سے کچھ یادیں اور کچھ باتیں احاطہ تحریر میں لاؤں، تو اس مخلص ساتھی، کامیاب عالم دین، اور بے لوث و بے مثال خادمِ دین وملت کی تصویر نگاہوں کے سامنے یکا یک آ کھڑی ہوتی ہے، جس نے اپنی مختصر سی حیات مستعار میں ایسے علمی و عملی نقوش چھوڑے، جنھیں رہتی دنیا تک یاد کیا جائے گا، اور جو علمی کارنامے آپ کے حق میں صدقہ جاریہ، آپ کی ذریت کے حق میں تسلی وتشفی کا سامان اور ملتِ اسلامیہ کے لئے ایک علمی ذخیرہ ثابت ہوں گے. ان شاء اللہ، علم وعرفان کا وہ چراغ جو ۱۰/ ذوالحجہ [ ۱۴۲۵ ] ہجری کو ہمیشہ کے لئے گل ہوگیا، جنہیں دنیا ابوالمکرّم عبدالجلیل کے نام سے جانتی ہے.

شیخ [ ابوالمکرّم عبدالجلیلؒ ] سے میری ملاقات ویسے تو کافی دیرینہ تھی، پر مجھے ایک ہی پلیٹ فارم کے تحت [ مکتب دعوت وارشاد، سلطانہ، ریاض، جہاں آپ متعاون داعیہ کی حیثیت سے کام کرتے تھے ] میں دعوتی کاز کرنے کا موقع انتہائی مختصر [ تقریباً دو ماہ ] ملا کہ آپ اللہ کو پیارے ہوگئے. رحم اللہ علی الشیخ رحمۃ واسعۃ ].

آج یہ شخصیت ہماری نظروں سے اوجھل ہے، ہمارے درمیان نہیں ہے، مگر آپ کی یادیں آج بھی تازہ ہیں، آپ کے اخلاق کریمانہ کا تذکرہ صرف اپنے ہی نہیں،

پرائے بھی کرنے سے نہیں چوکتے، آج بھی آپ کا ذکر خیر جاری وساری ہے، یہ سب کچھ کیوں ہے، کیونکہ آپ نے خوب بڑھ چڑھ کر دعوتی امور میں حصہ لیا، اخلاق وکردار کا اعلیٰ ثبوت پیش کیا، غریبوں ومسکینوں کو سہارا دیا، ناخواندہ افراد کی تعلیم کا بندوبست کیا، اللہ کے فضل وکرم سے اور چند مخلصین اور متعاونین کے سہارے اپنے ہی گاؤں میں ایک ادارہ [ مدرسہ زید بن ثابتؓ ] کی بنیاد ڈالی، یہ ادارہ [ مدرسہ ] جامعہ سلفیہ بنارس کی اہم شاخوں میں سے ایک ہے، اور اپنی خدمات کے نتیجے میں ہندوستان و بیرون ہند میں خراج تحسین حاصل کر رہا ہے. مساجد ومدارس کی تعمیر اور رفاہ عامہ کے دیگر امور میں آپ نے خوب خوب حصہ لیا، اسلام اور سلفیت کی نشر واشاعت کی خاطر معنوی ومادی دونوں طرح کا تعاون پیش کیا. اللہ آپ کی کوششیں قبول فرمائے. [ آمین ]، آپ کے یہاں تعصب وتنگ نظری نام کی کوئی چیز نہ تھی، ہر کسی سے اپنوں جیسا معاملہ تھا، جو آپ سے ایک بار ملا وہ آپ کا گرویدہ ہو کر کے ہی رہ گیا. آج اس مشفق ساتھی اور محترم شیخ کی رحلت ہوئے مکمل سات برس گزر چکے ہیں، جس نے اپنی مسلسل جانفشانی اور پیہم تگ ودو کے نتیجے میں ایک گراں قدر علمی میراث چھوڑی ہے. آپ نے اسلامی وزارت برائے دعوت وارشاد سعودی عرب میں تقریباً نو برس تک ایک داعیہ اور شرعی باحث کی حیثیت سے کام کیا، اس دوران آپ نے جو خدمات انجام دی ہیں وہ محتاج

تعارف نہیں ہیں.

ابوحسان! آج آپ ہمارے بیچ نہیں، پر آپ کے زندہ وجاوید کارنامے ہم سب کے سامنے عیاں بیاں ہیں، اور جو رہتی دنیا تک ان شاء اللہ برقرار رہیں گے.

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ آپ کی جملہ مساعی جمیلہ کو قبول فرمائے[ آمین ]

اگلے صفحات میں آپ کی زندگی کے وہ گوشے قارئین کی خدمت میں پیش کئے جارہے ہیں، جن کا تعلق تعلیم وتعلم اور دعوت وتبلیغ سے ہے.

## نام ونسب

آپ کا نام ابوالمکرّم بن عبدالجلیل بن محمد نامدار بن محکم انصاری ہے، سرزمین ہندوستان کے صوبہ اتر پردیش کے ضلع بستی [حالیہ ضلع سنت کبیر نگر] میں سنہ ۱۳۸۳ہجری مطابق سنہ ۱۹۶۳ء میں ایک متوسط علمی ودیندار گھرانے میں آپ کی ولادت باسعادت ہوئی. جہاں آپ نے اپنے مشفق والدین کے زیرنگرانی علمی اور دینی تربیت پائی.

## ابتدائی تعلیم

ابتدائی تعلیم علاقہ ہی کے عربی مدارس میں حاصل کی، خلاصۂ بنیادی تعلیم کا بیان کچھ یوں ہے: آپ نے بالکل ابتدا میں میاں برکت علی مرحوم کے سامنے زانوئے تلمذتہ کیا ،موصوف سے آپ نے قاعدہ بغدادی کی تعلیم پائی، گاؤں سے کچھ ہی فاصلہ پر لوہرسن

کرنجوت بازار کے مدرسہ مدینۃ العلوم میں اپنے علمی سفر کو آگے بڑھایا، جہاں لائق و فائق اساتذہ کرام کی زیر نگرانی بالخصوص مولانا محمد امین ریاضی [حفظہ اللہ] کی خاص نگہ داشت میں آپ نے دینیات کی بنیادی تعلیم پائی، مدرسہ ہٰذا سے مولانا مذکور کے کسی وجہ سے کوچ کر جانے پر آپ مدرسہ مفتاح العلوم دھوبہا منتقل ہوئے، یہیں آپ کی پرائمری درجات کی تعلیم کی تکمیل [۱۹۷۲ء] میں ہوتی ہے، اس کے بعد مولانا ابوالوفاء [سابق آرگنائزر جمعیت اہل حدیث ہند] کے ایماء و اشارہ پر پھر دوبارہ [۱۹۷۳ء] آپ مدرسہ مدینۃ العلوم منتقل ہوئے اور یہاں عربی و فارسی کی ابتدائی کتابیں پڑھیں، پھر حضرت العلام جناب حامد الانصاری صاحب انجم [حفظہ اللہ] کے سایہ عاطفت میں چلے گئے اور آپ کے زیور تعلیم و تربیت سے فیضیاب ہوئے، یہاں سے آپ مدرسہ مفتاح العلوم بھٹ پرا [سدھارتھ نگر] منتقل ہوئے جہاں آپ نے [۱۹۷۴] سے [۱۹۷۸] تک جماعت رابعہ تک کی تعلیم حاصل کی اس دروان مولانا خلیل الرحمٰن [رحمہ اللہ] کو آپ سے بڑا قلبی لگاؤ رہا۔

## اعلیٰ تعلیم

علاقہ میں ابتدائی تعلیم مکمل کرنے کے بعد آپ نے ہندوستان کے مشہور مرکزی سلفی ادارہ جامعہ سلفیہ بنارس میں [۱۹۷۹ء] میں داخلہ لیا اور وہاں سے [۱۴۰۲ ہجری] میں

عالمیت کی اور [ ۱۴۰۴ ہجری ] میں فضیلت کی اسناد حاصل کیں، جامعہ میں تعلیم کے دوران آپ نے الہ آباد بورڈ سے منشی، مولوی اور عالم وغیرہ کے امتحانات بھی پاس کیئے ،سنہ [ ۱۴۱۰ ہجری ] میں شاہ سعود یونیورسٹی ریاض کے دورۃ تدریب المعلمین [ ٹیچر ٹریننگ کورس ] کی تکمیل کے لئے سعودی عرب آئے اور ممتاز نمبرات سے مذکورہ کورس کی ڈگری حاصل کی کورس کی تکمیل کے ساتھ ساتھ آپ کو یونیورسٹی کے تربیت کالج کی شعبہ دینیات میں مزید تعلیم جاری کرنے کا موقعہ ملا اور [ ۱۴۱۶ہجری ] میں آپ نے ممتاز نمبرات اور مرتبہ شرف کے ساتھ اعلیٰ تعلیمی اسناد حاصل کیں.

## علمی ذخیرہ

واضح ہو کہ جامعہ سلفیہ بنارس سے فراغت کے بعد آپ نے جامعہ ہی کے شعبہ تصنیف تالیف [ ادارۃ البحوث الاسلامیۃ ] میں بھی کام کیا،اس کے بعد معہد التعلیم الاسلامی [ زیر نگرانی ابوالکلام آزاد اویکننگ سنٹر ] **نئی دہلی اور مدرسہ** ریاض العلوم دہلی ییں تدریسی خدمات انجام دیں، اس دروان ہندوستان اور دیگر مما لک سے شائع ہونے والے مختلف اردواورعربی میگزین میں آپ کے علمی شاہکار شائع ہوتے رہے،اس کی وجہ یہ تھی کہ آپ کو جامعہ سلفیہ بنارس کی طالب علمانہ زندگی سے ہی دعوت وتبلیغ ،تقریر وتحریر اورترجمہ تالیف سے خصوصی لگاؤ اور شغف تھا،اس لئے تدریسی ایام میں بھی آپ نے

ان مشاغل کو جاری رکھا ،اور سنہ [۱۴۱۷ہجری] تا [۱۴۲۵ہجری] میں جب آپ کو سعودی عرب کی وزارت برائے اسلامی امور واوقاف ودعوت وارشاد میں ایک شرعی باحث کی حیثیت سے علم وعقیدہ کی خدمت کرنے کا موقع ملا،تو آپ نے اس دروان بے مثال علمی ودعوتی خدمات انجام دیں [اللہ موصوف کی جملہ خدمات کوشرف قبولیت سے نواز دے اور اعلیٰ علیین میں آپ کو جگہ عکطا فرمائے [آمین]]،محمد بن عبدالوہاب کی سلفی دعوت کا تعارف ودفاع آپ کا خاص موضوع ہوا کرتا تھا،اس موضوع پر عربی اور اردو زبانوں یں آپ کی تحریریں استنادی حیثیت رکھتی ہیں،ائمہ اسلام شیخ الاسلام ابن تیمیہ،امام محمد بن عبدالوہاب اور شیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز رحمہم اللہ نیز دیگر علماء اسلام کی عربی کتابوں کا اردو ترجمہ آپ کا خاص مشغلہ تھا،ترجمہ وتالیف کے میدان میں آپ کی کتابوں کی تعداد ۷۰ سے متجاوز ہے جن میں بعض کتابوں کی اشاعت پانچ لاکھ سے بھی زائد ہے.

## علالت ووفات

آپ کی طبیعت ماہ رمضان [۱۴۲۵ہجری] ہی سے کچھ ناسازسی رہنے لگی تھی،اسی سال ماہ ذوالقعدہ میں آپ کو وہ بیماری لاحق ہوئی جو آپ کی وفات ثابت ہوئی،ریاض کے شمیسی اسپتال میں آپ کو بغرض علاج داخل کیا گیا،جہاں ڈاکٹروں نے آپ کے مرض

کی تشخیص بلڈ کینسر کی شکل میں کی، وہاں سے آپ ہندوستان کے مختلف اسپتالوں میں منتقل کئے گئے لیکن اللہ کو آپ کی رحلت ہی منظور تھی کہ مذکورہ سال کی دسویں ذوالحجہ، صبح کے وقت آپ اللہ کو پیارے ہوگئے [رحم اللہ علی الشیخ رحمۃ واسعۃ ]اور اپنے آبائی قبرستان[ سانتھابازار/سنت کبیر نگر[خلیل آباد]] میں دفن کردئے گئے، آپ کی ذریت میں دو بچے اور چار بچیاں ہیں، اللہ ان سب کا حامی وناصر ہو اور ہر قسم کی دنیاوی آزمائشوں اور بلاؤں سے اللہ ان کو محفوظ رکھے.[ آمین]

**ابوخالد جاوید احمد عبدالحق سعیدی**

۴/۴/۱۴۳۳ ہجری

# فہرست کتاب


| نمبر شمار | عناوین | نمبر صفحہ |
|---|---|---|
| ۱ | مقدمہ از مرتب | ۲ |
| ۲ | اسلام میں عبودیت کی حقیقت و جامعیت | ٦ |
| ۳ | عبادت کی حقیقت | ۷ |
| ۴ | عبادت کی بعض اقسام | ۱۳ |
| ۵ | انبیاء ورسل کی دعوت | ۱۵ |
| ٦ | محبت الٰہی کی علامات | ۱۷ |
| ۷ | دل کی اصلاح اللہ کی عبادت کے بغیر ممکن نہیں | ۱۸ |
| ۸ | اللہ کی طرف بندوں کی محتاجگی | ۱۹ |

| | | |
|---|---|---|
| ۹ | دین اسلام کی اصل حقیقت | ۲۰ |
| ۱۰ | دین حق کیا ہے؟ | ۲۱ |
| ۱۱ | اولیاء الرحمٰن اور اولیاء الشیطان کے درمیان فرق | ۲۵ |
| ۱۲ | جس نے اللہ کے ولی سے دشمنی کی اس نے اللہ سے جنگ کی | ۳۰ |
| ۱۳ | ولایت اور عداوت کا مطلب | ۳۲ |
| ۱۴ | اللہ کے ولی کون ہیں؟ | ۳٦ |
| ۱۵ | تخلیق اور کارسازی صرف اللہ کی شان ہے | ۳۹ |
| ۱٦ | اللہ کی ولایت میں لوگوں کے مراتب ودرجات | ۴۲ |
| ۱۷ | ایمان وتقویٰ کی بنیاد | ۴۵ |

| | | |
|---|---|---|
| ١٨ | اولیاء اللہ کی کوئی خاص پوشاک نہیں | ۴٦ |
| ١٩ | اولیاء خطا ولغزش سے معصوم نہیں | ۴۷ |
| ٢٠ | لوگوں پر کیا واجب ہے؟ | ۴۷ |
| ٢١ | اولیاء اللہ کے اوصاف | ۵٠ |
| ٢٢ | مترجم کے بارے میں | ۵٣ |